یثرب میں اسلام کی کرنیں!

مفتی محمد طیب معاویہ الازہری

چالیس برس تک عرب کے ہر دانشور کی آنکھ میں امید کی کرن بن کر چمکنے والا ''محمد''، صدیوں سے جاری قبائلی جنگوں کو ''حلف الفضول'' کے ذریعہ ختم کرنے والا صلح جو ''محمد''، حجر اسود کی تنصیب کا فیصلہ کرنے والا، فہم وفراست کا مالک، عدل کا علمبردار ''محمد''، ''رسول اللّٰہ'' بنتے ہی اُنہی آنکھوں میں کھٹکنے لگتا ہے جن کے لیے یہ کبھی امید کی کرن تھا۔ صلح کرانے والا خود دشمنوں کی زد میں آجاتا ہے، عدل وانصاف کرنے والا عدالت کا خواستگار نظر آتا ہے، اپنے بیگانگی کی حدیں پار کر جاتے ہیں۔

مدینہ منورہ ابھی یثرب تھا، کھجوروں کی یہ سرزمین ازل سے ہی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کی گئی تھی۔ یمن کے ایک بادشاہ نے یہاں پر اللہ کے آخری نبی کے لیے گھر بھی تیار کر رکھا تھا۔ اس بستی کے اردگرد یہودیوں کے کئی خاندان صرف اس وجہ سے آباد ہو گئے تھے کہ اپنے نجات دہندہ، اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کریں گے۔ یہاں یہودیوں کے علاوہ بت پرست مشرکوں کے بھی دو بڑے خاندان آباد تھے: خزرج اور اَوس۔ ان دونوں قبائل کے درمیان صدیوں پرانی مخاصمت اب تک جاری تھی، چھوٹی چھوٹی باتوں پر جنگ کی نوبت آجاتی، یہ سلسلہ یوں ہی جاری تھا کہ اس شہر پر ٹھنڈی روشن کرنیں پڑنا شروع ہوئیں اور پھر وبائی بیماریوں کی یہ آماجگاہ دُھلنا شروع ہوئی۔ اول اول یہاں سے شرک رخصت ہوا، پھر بیماریاں اور وبائیں بھاگیں۔ بالآخر زمین کے اس خطہ میں جنت اتری اور یثرب مدینہ بن گیا۔

نبوت کا گیارہواں سال شروع ہو چکا تھا، عرب قبائل کے سرداروں اور اشرافیہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا کوئی خاص اثر قبول نہ کیا تو دعوت کا رُخ ایک مرتبہ پھر افراد کی جانب پھر گیا۔ اب دعوتی سرگرمیوں کا محور وہ افراد ہوتے جو حج، عمرہ یا کسی اور مقصد کے لیے مکہ مکرمہ آیا کرتے تھے، اُنہی دنوں یثرب کا ایک ''کامل'' مکہ آیا، اونچے خاندان، ذی وجاہت شکل وصورت اور شاعرانہ مہارت رکھنے والے اس شخص کو ''کامل'' کہا جاتا تھا، اس کا نام ''سوید بن الصامت'' تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دعوت دی تو وہ کہنے لگا: تمہارے پاس بھی شاید ویسی ہی کتاب ہے جو میرے پاس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس کیا ہے؟ سوید نے کہا: لقمان کی حکمتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذرا مجھے

سناؤ۔ سوید نے کچھ پڑھ کے سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ عمدہ کلام ہے، مگر جو میرے پاس ہے وہ اس سے بھی افضل ہے، اُسے تو اللہ نے مجھ پر اتارا ہے، وہ ہدایت اور روشنی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے تلاوت سنائی اور اسلام کی دعوت دُہرائی۔

سوید یہیں مسلمان ہوا اور اسلام کی دولت لے کر یثرب لوٹا، مدینہ کا یہ پہلا باشندہ تھا جو اسلامی نور سے اپنے من کو منور کر کے آیا تھا، مگر اس کی زندگی نے وفا نہ کی اور چند ہی دنوں میں اوس وخزرج کے درمیان ہونے والی ایک لڑائی میں قتل ہوا۔ غالباً یہی لڑائی تھی کہ یثرب سے اَوس نے اپنا ایک وفد مکہ بھیجا کہ قریش سے معاونت حاصل کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات کے لیے تشریف لائے، ان کے ساتھ مجلس ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں کہا: ''تم جو حاصل کرنا چاہتے ہو میرے پاس اس سے بہتر چیز ہے''۔ وہ حیرانگی سے پوچھنے لگے: وہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں، مجھے اس نے بندوں کی طرف بھیجا ہے کہ انہیں اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اللہ نے مجھ پر کتاب بھی اتاری ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں قرآن پڑھ کر سنایا تو وفد میں موجود ایک جوان 'ایاس بن معاذ' کہنے لگا: ''اے میری قوم! اللہ کی قسم! یہ اس سے بہتر ہے جو تم حاصل کرنا چاہتے ہو'' وفد میں شریک ایک شخص ابوالحیسر انس بن رافع نے کہا: ''خاموش ہو جاؤ، ہم اس لیے نہیں آئے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حالات دیکھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ یثربی وفد کا بھی قریشیوں سے معاہدہ طے نہ ہو پایا، یہ لوگ اپنے علاقہ میں واپس لوٹے، کچھ ہی دنوں میں ایاس کا بھی وقت اجل آ گیا، مرتے ہوئے اس کی زبان پر یہ مبارک کلمات جاری ہوئے: **لا إله إلا الله، الله أكبر، سبحان الله، الحمد لله۔**

سوید رضی اللہ عنہ اور ایاس رضی اللہ عنہ کے اسلام کی وجہ سے اگرچہ یثرب میں تبلیغ تو شروع نہ ہو سکی، مگر نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لوگوں کے اندر کچھ تجسس ضرور پیدا ہوا، چنانچہ مدینہ سے کچھ فاصلہ پر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے کانوں میں بھی یہ خبر پہنچی۔ انہوں نے پہلے اپنے بھائی کو حالات معلوم کرنے کے لیے مکہ بھیجا، واپس آ کر انہوں نے کہا: ''اللہ کی قسم میں نے تو اُسے ایسا پایا ہے کہ وہ خیر کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے''۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کی اس خبر سے میری تشفی نہیں ہوئی، چنانچہ میں خود مکہ پہنچ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری ہوئی تو میں نے عرض کیا: مجھے اسلام کے بارے میں بتلایئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریح کی تو میں اسی جگہ بیٹھے بیٹھے مسلمان ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اپنے اسلام کو ابھی ظاہر نہ کرو، اپنے علاقہ میں لوٹ جاؤ، جب میرے غلبہ کی خبر تم تک پہنچے تو میرے ہاں آ جانا۔

نبوت کے گیارہویں سال کا آخر ہے، ذوالحجہ کا مہینہ ہے، ۶۲۰ عیسوی کے جولائی کے گرم دن ہیں، مکہ کے باہر کے لوگوں میں سے صرف چند ہی ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے، مگر کسی علاقہ میں اسلام کی مکمل تبلیغ ابھی تک شروع نہیں ہو پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آنے والے افراد سے خفیہ ملاقاتیں جاری رکھے ہوئے ہیں، حج کے دوران راتوں کے اندھیروں اور تنہائیوں میں دعوت کا سلسلہ بھی

جاری ہے۔ حج ہو چکا ہے، لوگ منیٰ میں قیام پذیر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کے وقت منیٰ کی ایک گھاٹی سے گزر ہوتا ہے، کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں، اللہ کا آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک آس لیے ان کی جانب قدم اٹھاتا ہے، دیکھا تو یثرب کے چھ جوان موجود ہیں، جن کا تعلق خزرج نامی قبیلہ سے ہے، کھڑے کھڑے تعارف ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم کون ہو؟ یثربی جوانوں نے کہا: ہم خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودیوں کے پڑوسی؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ دیر بیٹھیں گے کہ میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں؟ یثربی جوانوں نے کہا: کیوں نہیں۔

یثربی جوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن پاک سنایا، اللہ کا تعارف کرایا اور اسلام کی دعوت دی، ان کی خوش قسمتی تھی کہ یہ یہودیوں کی دھمکیاں سن چکے تھے، جب بھی یہود کی ان کے ساتھ لڑائی ہوتی تو وہ انہیں ڈرایا کرتے تھے کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے ہیں، ہم ان کے ساتھ مل کر تمہارا ایسا قتل عام کریں گے کہ قوم عاد کی طرح تمہارا نشان تک مٹ جائے گا۔ یہود کی یہی دھمکیاں ان یثربی جوانوں کی سعادت کا ذریعہ بنیں، چنانچہ ان جوانوں نے آپس میں سرگوشی کی، کہنے لگے: ''تم پہچان چکے ہو کہ یہ وہی رسول ہیں جن سے یہود تمہیں ڈراتے تھے، دھیان رکھو! کہیں یہود اس نیکی میں تم سے آگے نہ بڑھ جائیں''۔

سرگوشی کے بعد ان سب جوانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو باقاعدہ طور پر قبول کرلیا اور حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ مستقبل کے بارے میں لائحہ عمل تیار ہونے لگا، یثرب میں اوس اور خزرج کے درمیان خونریز جنگ کچھ ہی دن پہلے ختم ہوئی تھی، کشیدگی ابھی باقی تھی، اسی تناظر میں ان یثربی جوانوں نے کہا کہ ہماری ایک قوم سے دشمنی چلی آرہی ہے، ہم حالت جنگ میں ہیں، ہم واپس جاکر ان سب کو آپ کے دین کی طرف بلائیں گے، ان کے سامنے قرآن پیش کریں گے، امید ہے کہ آپ کے ذریعے اللہ آپس کے ان دشمنوں کو اکٹھا کردیں گے، اگر ایسا ہوگیا تو پھر پورے عرب میں آپ سے بڑا معزز کوئی نہیں ہوگا، آئندہ سال کی ملاقات کے وعدہ پر یہ لوگ یثرب کی طرف لوٹے۔

یہی واقعہ تھا جو اسلام کی عظمت کا عنوان بنا، ہجرت نبوی کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور یہی جوان تھے جن کی برکت سے یثرب ''مدینہ'' بنا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ تشریف لائے، ان چھ قدسی صفت جوانوں کے نام یہ ہیں: ۱:......اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ۔ ۲:......عوف بن الحارث رضی اللہ عنہ۔ ۳:......رافع بن مالک رضی اللہ عنہ۔ ۴:......قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔ ۵:......عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔ ۶:...... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

اے کاش! آج کے نوجوان بھی ان چھ جوانوں کے نقش قدم پر چل پڑیں تو آج بھی دنیا کا نقشہ بدل سکتا ہے۔ کل اللہ کا پیغمبر موجود تھا، صرف چھ جوانوں نے ہمت کی تو چند ہی سالوں میں انسانیت ''جہالت'' سے نکل کر دورِ علم میں داخل ہوئی۔ آج بھی اسی پیغمبر کا دین، قرآن اور سنت موجود ہیں، اب بھی ایسا ہوسکتا ہے کہ نوجوان وہی جذبہ لیے اٹھ کھڑا ہو تو سسکتی انسانیت جو علم وترقی کے نام پر جہالتِ ثانیہ کے دلدل میں دھنستی جارہی ہے، ایک بار پھر حقیقی علم وترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوسکتی ہے۔